رسائل و مسائل

میرزائے قادیانی کے دعاوی

مولانا عبد المالک صاحب (شعبہ استفسارات)

سوال ۱۔ جماعت احمدیہ ربوہ کے علمائے کرام نے موجودہ دنوں میں دو رسالے شائع کیے ہیں۔

۱۔ چودھویں صدی اور پندرھویں صدی کا سنگم۔

۲۔ چودھویں صدی کی اہمیت وغیرہ۔

اِن دونوں رسالوں میں سابقہ بزرگوں کے کشوف، الہامات اور پیش گوئیاں درج ہیں، جن سے ثابت کیا گیا ہے کہ مجدد چودھویں صدی امام مہدی اور مسیح علیہ السلام کا اِسی زمانہ کے اندر آنا ضروری تھا۔ چونکہ حضرت میرزا صاحب کے سوا کسی نے مجدد، امام مہدی اور مثیلِ مسیح علیہ السلام کا دعویٰ نہیں کیا لہٰذا وہ سچے ہیں۔ اور اگر یہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں اور کوئی نہیں آیا ہے تو پھر احادیث اور بزرگوں کے کشوف اور الہامات جھوٹے ہیں اور چودہ سو سالوں سے امام مہدی اور مسیح ابن مریم کا انتظار محض جھوٹ پر مبنی تھا اور اُمت کو دھوکا اور فریب دیا گیا ہے۔ حدیث مجدد مشہور حدیث ہے۔ امت کے اختلافات کے دور کرنے کا ایک ہی علاج بتایا گیا تھا، وہ بھی نہ آیا۔

موجودہ وقت میں پاکستان کے جملہ علمائے کرام، پیرزادگان اور سجادہ نشین نفاذ شریعت کے خواہاں ہیں، مگر بہتر فرقوں نے بہتر سیاسی پارٹیاں بنائی ہیں۔ یہ سب ایک خدا، ایک قرآن کریم، ایک رسول صلعم کو مانتے ہوئے متفق کیوں نہیں ہوتے؟

۲ ـــ اخبارات میں تمام سابقہ انبیاء کرام جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے، ان کے زمانوں میں خرابیوں کا ذکر ہے وہ تمام خرابیاں مجموعی طور پر ہزار ہا درجہ مسلمانوں میں اتم درجہ پائی جاتی ہیں۔ مسلم ممالک ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں۔ ایک جگہ نہیں، ہر ملک میں ذلیل و خوار ہیں۔ ایک کافر کے مقابلے میں ہزار مسلمان شکست خوردہ ہیں۔ قرآن کریم اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلم کی جو خوبیاں بیان ہوتی ہیں ان کے بجائے بُرائیاں ہیں۔ بچوں کے اغوا، عورتوں کے اغوا، زناکاری کے کارنامے، حفاظ اور ائمہ مساجد کے نام سے شائع ہوتے ہیں۔ جاسوسی، سمگلنگ، فسادات، ہڑتال، رشوت خوری، قتل و غارت کی خبریں جلی عنوانات سے شائع ہوتی ہیں۔ علمائے کرام نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث) منبروں کو چھوڑ کر سیاست اور سرکاری کرسی کے لیے جدوجہد میں مصروف ہیں۔ اگر علماء مساجد میں پاک کردار ادا کرتے ہوئے وعظ و نصیحت کریں تو معاشرہ یقینی طور پر جنت نما ہوسکتا ہے۔ شہر لاہور کی مساجد میں دیکھا گیا ہے کہ جمعہ کے خطبوں اور صبح کی نماز کے بعد درس قرآن میں بذریعہ لاؤڈ اسپیکر گندی سے گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔ ان چیزوں کا اخبارات میں بھی ذکر اذکار آیا کرتا ہے۔

براہ کرم احمدیوں کے دو رسالوں کا جواب کافی شافی شائع فرما کر مسلمانوں کو مطمئن کریں۔ اگر یہ دونوں رسالے حقیقت پر مبنی نہ ہوں تو حکومت کے ذریعے بند کروائے جائیں اور تادیبی کارروائی کی جائے۔

اگر جماعت اسلامی کے اکابرین بمشورہ صدر ضیاء الحق صاحب احمدیوں کے ساتھ مباہلہ کا اعلان کردیں تو یقینی طور پر بڑے بڑے علماء، اولیاء، صلحاء اور صوفیاء آپ کے ساتھ شامل ہونے کو سعادتِ دارین جانیں گے۔

جواب: ۱- قادیانیوں کے جن کتابچوں کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ تو ہماری نظر سے نہیں گذرے، البتہ ان کے جن مندرجات کا آپ نے تذکرہ کیا ہے ان میں کوئی جان نہیں ہے کہ ان کی تردید شائع کی جائے۔ نہ ہی یہ باتیں ان کی طرف سے پہلی بار منظرِ عام پر آئی ہیں۔

۱ ۔۔۔ کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ سو سے زیادہ متواتر احادیث میں حضرت مسیح بن مریم کے نزول کا ذکر ہے ان کی تصریحات کو نظر انداز کر دیا جائے اور ایک فاتر العقل جھوٹے اور دین کی ابجد سے ناواقف شخص کو محض اس بنا پر کہ اس نے "مسیح ابن مریم" کا مصداق اور مثیل ہونے کا مجنونانہ دعویٰ کیا ہے، مسیح موعود مان لیا جائے۔ اگر دعویٰ کرنا ہی دلیل ہے تو اگر دس سال پہلے کوئی شخص دعویٰ کر دیتا تو اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا لازم ہو جاتا۔

۲ ۔۔۔ قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی مسیحیت اور نبوت کو ثابت کرنے کے لیے کئی باتیں گھڑ کر مشہور کرنے کی کوشش کی ہے۔ پہلے تو یہ بات مشہور کی گئی کہ چودھویں صدی آخری صدی ہے لہٰذا اس صدی میں مسیح موعود کا آنا لازمی ہے اور چونکہ غلام احمد قادیانی نے اس بات کا دعویٰ کر دیا ہے لہٰذا یہی مسیح موعود ہے اور اب چونکہ چودھویں صدی ختم ہو چکی ہے تو پندرھویں صدی کو بھی ساتھ میں شامل کر لیا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس حدیث میں چودھویں صدی کا بطور خاص ذکر آیا ہے کہ اس میں مسیح موعود کو آنا ہے؟ اس کا کوئی جواب قادیانیوں کے پاس نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہر صدی میں تجدید دین کے کام کے لیے کچھ لوگوں کو اٹھائے جانے کا ذکر احادیث میں آتا ہے لیکن اس کا فیصلہ تو کسی آدمی کے کام کو دیکھ کر ہی کیا جائے گا کہ اس نے دین کی کیا تجدید کی ہے۔ غلام احمد قادیانی کی عمر بھر کی جدوجہد مسلمان علماء کو گالیاں دینے، اپنے اوپر ایمان لانے اور انگریزوں کی غلامی کی تلقین اور جہاد کی مخالفت کرنے میں گذری، کیا یہی تجدیدی کام ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کسی کو اٹھاتا ہے؟ تجدیدی کام تو ان لوگوں نے کیا ہے جنہوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا، اسلامی نظام کے غلبہ کو دورِ حاضر کا مسئلہ بنایا اور مسلمانوں کو اس کے لیے متحرک کیا۔

بعض علماء کی عاقبت نااندیشی اور فتویٰ بازی مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت کی دلیل نہیں بن سکتی۔ یہ ایک کمزوری ہے جسے رفع کرنے کے لیے تحریک اسلامی سرگرم عمل ہے۔ ان شاء اللہ اسلامی نظام کے قیام کے ساتھ یہ چھوٹے موٹے مسائل حل ہو جائیں گے۔ تاہم یہ حضرات تو دائرۂ اسلام میں رہ کر ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہیں، لیکن

غلام احمد قادیانی نے اس حد سے بڑھ کر دائرہ اسلام سے ہی خروج کر لیا اور دوسروں کی تکفیر کی اور ان کو گالیاں دیں۔ تب یہ بات کیسے معقول ہو سکتی ہے کہ دائرہ اسلام سے نکلنے کے جرم کا ارتکاب کرنے والا دائرہ اسلام میں رہ کر ایک دوسرے سے اختلاف کرنے والوں پر طعن و تشنیع کرے۔ "مباہلوں" سے اس دنیا میں حق و باطل کے فیصلے نہیں ہوتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر میں صرف ایک بار متعصب مخالفین کو "مباہلہ" کا چیلنج دیا ہے وہ بھی وحیِ الٰہی کے تحت۔ تو اس خاص اور استثنائی مثال کی بنیاد پر ہر کسی کو مباہلہ کا عام حق نہیں مل جاتا۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کو غلبۂ حق کا ذریعہ بنانے کی ہدایت دی ہے، اس لیے یہ کام تحریک اسلامی کے کرنے کا نہیں ہے۔

آیت تطہیر اور آیت مودّہ

مولانا عبدالمالک صاحب (شعبہ استفسارات)

سوال: مولانا مودودیؒ صاحب کی چند کتب و رسائل کا میں نے مطالعہ کیا ہے۔ بلاشبہ مولانا عظیم اہل علم اور اہلِ نظر علماء میں سے ہیں لیکن یار لوگ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ مولانا صاحب ناصبی خیالات رکھتے تھے۔ ابن تیمیہ کے پیرو تھے۔ آپ میری یہ الجھنیں دور فرما کر مجھ پر احسان کریں۔ اور خط ہی میں یہ لکھیں کہ ان دو آیات کی مولانا صاحب نے تفسیر کیا فرمائی ہے، تفہیم القرآن میں۔

۱۔ آیت تطہیر کی کہ "اللہ ارادہ رکھتا ہے اے محمدؐ آپ کو اور آپ کے اہل بیت

لہ ملتِ اسلامیہ میں کئی صدیوں سے فرقہ بندی اور دین و سیاست کی تفریق اور مختلف حوادث کے زیر اثر جو عام اخلاقی انحطاط واقع ہوا ہے، اور جس کی اصلاح کی مساعی بھی جاری رہی ہیں، اسے اگر کوئی شخص اپنے مہدی اور مسیح موعود ہونے کے دعوے کی دلیل بنائے تو پھر یہ دلیل تو صدیوں پہلے بھی موجود تھی اور آج قادیانیت کے کارناموں کے بعد بھی موجود ہے اور آئندہ بھی موجود رہ سکتی ہے تو کیا پھر نت نئے افراد مہدی اور مسیح موعود کا دعویٰ کرتے رہیں گے۔ (مدیر)

کو (ترجمہ یہ ہے "آپ کے گھر والوں کو — ن - ص) پاک رکھنے اور کرنے کا کہ جیسا پاک رکھنے کا حق ہے"۔

۲ — دوسری یہ کہ آیت قرآن کہ "اے رسولؐ کہہ دیجیے کہ میں رسالت کی اُجرت تم سے کوئی نہیں مانگتا - ماسوائے اس کے میری اہلِ بیت کی محبت و اطاعت کرو"

بعض علماء لوگ کہتے ہیں کہ مولانا صاحب نے یہ بات آیات کی تفسیر میں گول مول کر دی ہے، واضح لکھا ہی نہیں، جو کہ بدبختی پہ استوار ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ مولانا نے یہ غلط تفسیر کی ہے۔ لہٰذا آپ خدارا بذریعہ لیٹر وضاحت کر کے مجھے مشکور فرمادیں۔ تاکہ میں اس کی روشنی میں تفسیر تفہیم القرآن خرید کر اپنی کچھ نہ کچھ عاقبت سنوار سکوں۔

لوگ بلکہ علماء تک پروپیگنڈا کرتے ہیں، بڑے بقین سے کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ! مولانا مودودیؒ صاحب میں تو انحراف اہل بیت و آل محمدؐ پایا جاتا ہے بلکہ لوگ مولانا کو ناصبی کہتے ہیں اور تقاریر میں کہتے ہیں کہ ان کا ترجمہ قرآن ہرگز نہ پڑھنا ورنہ مسلمان ہی نہ رہو گے۔

خدا کے لیے آپ مجھے بذریعہ خط مندرجہ بالا سوالات کا جواب دے کر مطمئن فرمائیے گا۔

جواب:۔ یہ حقیقت ہے کہ مختلف گروہوں نے مولانا کے خلاف مختلف قسم کے پروپیگنڈے کیے ہیں تاکہ اپنے گروہ کے افراد کو مولانا کے لٹریچر کے مطالعہ سے روکا جاسکے، اہل سنت کے متوسلین نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ مولانا مودودیؒ شیعہ ہیں، شیعوں نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ مولانا مودودیؒ ناصبی ہیں، بعض نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ مولانا خلفائے راشدین کی توہین کرتے ہیں اور بعض نے یہ کہا کہ مولانا اہل بیت کی توہین کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب پروپیگنڈا ہے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے گروہی عصبیتوں سے ہٹ کر اسلام کی صحیح صحیح ترجمانی کی ہے اور جو شخص بھی چاہے اس کا کسی بھی مذہبی گروہ سے تعلق ہو، آپ کی طرح گروہی عصبیت سے بالاتر ہو کر مولانا کے لٹریچر کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ اصل حقیقت کو پالیتا ہے۔ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت سے بھی اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح خلفاء راشدین سے۔ "حدیث ثقلین" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کتاب اللہ اس لیے بھاری چیز ہے کہ وہی ہدایت کا سرچشمہ ہے اور اسے

چھوڑنا یا اس سے منحرف ہونا تباہی و ضلالت کا موجب ہے۔ اور اہل بیت کو بھاری اس لیے فرمایا کہ ہمیشہ اکابر نوع انسانی کے اہل بیت ان کے پیروؤں کے لیے سخت وجہ آزمائش ثابت ہوئے ہیں۔ کسی نے ان کے حق میں افراط کی ہے اور غلو کر کے پیرزادوں کو معبود بنا ڈالا ہے اور کسی نے ان کے حق میں تفریط کی ہے اور ان پر ظلم و ستم ڈھائے ہیں تاکہ اُمت کو جو فطری عقیدت اپنے رہبر اور ہادی کے خاندان والوں سے ہوتی ہے اس کو زبردستی دبا دیا جائے۔ اسی غرض کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اہل بیت کے معاملے میں تمھیں خدا کی یاد دلاتا ہے۔ یعنی ان کے معاملے میں خدا سے ڈرو اور افراط و تفریط کے پہلو اختیار کرنے سے بچو۔" (رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۳۳۸)

رہی یہ بات کہ فلاں آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اس آیت سے بھی صرف محبت اہل بیت ثابت کی ہے یا نہیں تو اس سلسلہ میں ہماری رائے یہ ہے کہ محبت اہلِ بیت کے لیے ایسا کرنا ضروری نہیں ہے کہ کسی متعین آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بھی اسے اہلِ بیت کے ساتھ مختص کر دیا جائے۔ سورۂ احزاب کی آیت ۳۳ جس کے متعلق آپ نے سوال کیا ہے اس کی تشریح کرتے ہوئے مولانا نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ خاندان کے دیگر افراد حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرات حسن حسین کو بھی اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ اہل بیت کا لفظ صرف ازواج کے لیے استعمال ہوا ہے اور اس میں دوسرا کوئی داخل نہیں ہو سکتا تو یہ بات غلط ہو گی۔ صرف یہی نہیں کہ "گھر والوں" کے لفظ میں آدمی کے سب اہل و عیال شامل ہوتے ہیں۔ بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تصریح فرمائی ہے کہ وہ بھی شامل ہیں۔ ابن ابی حاتم کی روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے ایک مرتبہ حضرت علی کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا "سالنی عن رجل کان احب الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکانت تحتہ ابنتہ واحب الناس الیہ، تم اس شخص کے متعلق پوچھتے ہو، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین لوگوں میں سے تھا اور جس کی بیوی حضورؐ

کی وہ بیٹی تھی جو آپ کو سب سے بڑھ کر محبوب تھی۔ اس کے بعد حضرت عائشہ نے یہ واقعہ سنایا کہ حضورؐ نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان پر ایک کپڑا ڈال دیا اور دُعا فرمائی اللّٰھم ھولاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیراً۔ خدایا یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے گندگی دُور کر دے اور انہیں پاک کر دے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا "میں بھی تو آپ کے اہل بیت میں سے ہوں" (یعنی مجھے بھی اس کپڑے میں داخل کر کے دُعا فرمایئے) حضورؐ نے فرمایا "تم الگ رہو تم تو خیر ہو ہی"۔

(تفہیم القرآن جلد چہارم ص ۹۳)

مولانا نے بات گول مول نہیں کی لیکن بعض شیعہ حضرات کو یہ بات پسند نہیں کہ "اہل البیت" کا مصداق ازواج مطہرات کو بھی قرار دیا جائے۔ اس لیے وہ اس سے ناراض ہو کر اسے گول مول قرار دے رہے ہیں۔ اسی طرح بعض اہل سنت حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس آیت کا مصداق نہ قرار دینے پر مصر ہیں اس لیے وہ بھی ناراض ہیں۔ لیکن مولانا نے دلائل سے انصاف اور اعتدال کی بات کہی ہے آپ خود مولانا کی تفسیر حاصل کر کے متعلقہ مقام کا مطالعہ کریں تو آپ کا دل گواہی دے گا کہ انصاف کی بات وہی ہے جو مولانا نے کی ہے۔[1]

---

[1] دینی حقائق جب مختلف فرقوں کے پیشواؤں کے ہاتھوں تاویلات کے خراد پر چڑھتے ہیں تو ایک سیدھی صاف بات کو سمجھنا بھی عام آدمی کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ جناب مستفسر آیت متذکرہ کو قرآن میں نکالیں اور ذاکروں اور مناظرہ کیش مولویوں کے تمام فرمودات کو ایک طرف رکھ کر ارشادِ الٰہی کو دیکھیں۔ معاملہ ایک آیت کا نہیں، پورا رکوع ایک ہی سلسلۂ بیان میں ہے، خصوصاً آیات ۳۲، ۳۳ اور ۳۴ کے درمیان واؤ عطفی اہم ہے۔ یعنی سلسلہ کلام ایک ہی ہے۔ آغاز ہوتا ہے "یا نساءَ النبیّ" سے اور اختتام ہے "لیطھرکم تطھیراً" پر۔ یہاں احکام یہ ہیں:- ۱۔ "لا تخضعن بالقول" ۲۔ قُلنَ قولاً معروفاً (باقی بر صفحہ آئندہ)

اسی طرح سورۃ شوریٰ کی آیت ۲۳ میں " الا المودۃ فی القربیٰ " کی مختلف تفسیریں کرتے ہوئے اس تفسیر کو ترجیح دیتے ہیں کہ.....

" میں تم سے اس کام پر کوئی اجر نہیں چاہتا مگر یہ ضرور چاہتا ہوں کہ تم (یعنی اہل قریش) کم از کم اس رشتہ داری کا تو لحاظ کرو جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ تم میری بات مان لیتے لیکن اگر تم نہیں مانتے تو یہ ستم تو نہ کرو کہ سارے عرب سے بڑھ کر تم ہی میری دشمنی پر تل گئے ہو....." یہ حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر ہے جسے بکثرت راویوں کے حوالہ سے امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، قتادہ، سُدّی، ابومالک، عبدالمالک بن یزید بن اسلم، ضحاک عطاء بن دینار اور دوسرے اکابر مفسرین نے بھی بیان کیا ہے....."

(تفہیم القرآن جلد ۴ ص ۵۰۱)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

۳۔ "وقرن فی بیوتکنّ" ۴۔ "لاتبرجن تبرج الجاھلیۃ الاُولیٰ" ۵۔ "اَقمن الصلوٰۃ" ۔ ۶۔ "آتین الزکوٰۃ" ۔ ۷۔ "اطعن اللہ و رسولہ" ۔ ان احکام کے خاتمے پر فرمایا گیا کہ " انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا ۔

سوال یہ ہے کہ رجس کو دور کرنے اور مرتبۂ تطہیر پر لانے کے لیے جو اعمال بتائے گئے، ان کا خطاب تو نساء النبیؐ سے ہے، لیکن آخر میں جب ان اعمال کے نتائج سے بہرہ مند کرنے کے لیے اہل بیت کے الفاظ استعمال کیے گئے تو " نساء النبیؐ " سے روئے سخن ہٹ گیا۔ کیا یہ بات عام سطح کی عقل میں سما سکتی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اہل بیت کا دائرہ ذرا وسیع ہے ۔ (مدیر)